Lesson 1: Yusuf (Ayaat 1- 18): Day 3

سُوْرَةُ یُوسُف کی تفسیر

اب یہ قصہ کیسے ہو گا اور کہاں ہو گا آیت نمبر 3 دیکھتے ہیں۔

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ٭ۖ وَ اِنۡ کُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِہٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ ﴿۳﴾

اے محمدؐ، ہم اس قرآن کو تمہاری طرف وحی کر کے بہترین پیرایہ میں واقعات اور حقائق تم سے بیان کرتے ہیں، ورنہ اس سے پہلے تو (ان چیزوں سے) تم بالکل ہی بے خبر تھے۔

یہ اُس سوال کے جواب میں نازل ہونے والی پہلی آیت ہے۔ کہ اے نبیؐ یہ سوچتے ہیں کہ آپؐ کو یہ قصہ نہیں پتا۔ آپؐ کا امتحان لے کر یہ آپکو شرمندہ کرنے والے تھے۔ تو ایسا نہیں ہو گا، ہم آپکو سُنائیں گے۔ اللہ نے اسکی ہر چیز اپنے اوپر لے لی۔ اس میں فِکشن نہیں ہے۔ رومانس ہے لیکن وہ رومانس نہیں جو جوانوں کو خراب کرے۔ اس قصے میں محبت کی باتیں ہیں لیکن بے حیائی نہیں ہے۔ وہ سارے قصے کہانیاں جو ہم ڈراموں میں یا کہانیوں میں پڑھتے ہیں وہ ہدایت سے دور کرنے والی ہوتی ہیں۔ اسے اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ کہا گیا تو قصص کسے کہتے ہیں۔ ق، ص، ص اس کا روٹ ہے۔ قصہ یا قُصُّ کہتے ہیں پیچھے لگنا۔ واحد اور جمع دونوں کے لیے ہوتا ہے۔ قصہ کہتے ہیں کہ سُنانے والے کے پیچھے لگ جانا۔ اسی سے قصص اسکی جمع آ جاتی ہے۔ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ کا ترجمہ کیا کریں گے، بیسٹ ناول۔ اب سوال یہ ہے کہاسے بہترین کہانی کیوں کہا گیا تو

1۔ چونکہ اللہ نے اسے اَحسَن کہہ دیا۔

2۔ ساری کہانی ایک ہی جگہ جمع ہے، بکھری ہوئی نہیں ہے۔

3۔ اس میں ترتیب ہے۔

4۔ اس میں بہت زیادہ سبق ہیں۔

5۔ بہترین اس لیے کہا گیا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں میں تبدیلیاں کیں اور حضرت یوسفؑ کے کردار پر بہت سے دھبے لگا لیے۔ اس قصے نے اُنکی حقیقت کھول دی۔

6۔ اس میں دنیا کے بدترین اور پرانے جُرم یعنی "حسد" کا انجام بتایا گیا ہے۔

7۔ مشکل حالات میں اللہ کی مدد کیسے آتی ہے۔

8۔ انسانی نفسیات کی تعلیم دی گئی ہے۔

9۔ نفسیاتی بُرائیوں کا ذکر ہے۔ یعنی انسان اپنے نفس کے موٹا ہونے کی وجہ سے جو بُرائیاں کرتا ہے اُسکا ذکر ہے۔

10۔ سب سے بڑی وجہ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ کہنے کی کہ یہ سچا قصہ ہے۔

قرآنِ پاک نے لوگوں کو سبق دینے کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے ہیں۔ کبھی کائنات پہ غور کروایا، کبھی آخرت کا ڈر اور کبھی نبیوں کے قصے۔ تو مقصد کیا ہے "نصیحت حاصل کرنا"۔ اس سے یہ بات بتائی گئی کہ کہانی سُن سکتے ہو لیکن اُس کے لیے دو شرائط ہیں، وہ جھوٹی نہ ہو اور اُس سے جھوٹ نہ پھیلے۔

دوسری بات یہ آتی ہے کہ اس قصے کو بیان کرنے سے پہلے اللہ نے یہ کیوں کہا کہ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ۔ کہ آپؐ اس سے غافل تھے۔ یہاں غافل سے مُراد نعوذُ باللہ بھٹکا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مُراد "بے خبر" ہے۔یعنی وحی آنے سے پہلے آپکو یہ قصہ معلوم نہیں تھا۔

اس سے ایک اور بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ کے نبیؑ 'غیب' نہیں جانتے تھے اور جسکو غیب نہ پتا ہو وہ غافل نہیں بلکہ بھولا ہوتا ہے۔ ایک اور بات پتہ چلتی ہے کہ "کہانی سُنا کر تعلیم دینا"۔ آج کے دور کا ماڈرن سٹائل "کہانی سُنانا"۔ جبکہ قرآن نے کئی سو سال پہلے اسکو اپنایا تھا۔ اس سے آپ سب کے ذہن میں ایک سوال اُبھر رہا ہو گا کہ پھر تو ہم نصیحت آموز ڈرامے دیکھ سکتے ہیں۔ اب اگر ڈرامے میں نصیحت ہے 'چھٹانک' کی اور فیشن ہے 'من' کا، اور بچوں کی ماں باپ کے آگے گستاخیاں ہیں اور اُن میں جو Hidden messages دیئے جاتے ہیں وہ آپ سب جانتے ہیں۔ کسی کی بات تھی کہ پہلے زمانے میں ڈراموں کے آخر میں یہ سبق دیا جاتا تھا کہ ماں باپ کا فیصلہ صحیح ہوتا ہے اور آجکل کے ڈراموں میں یہ دکھایا جاتا ہے کہ بچے صحیح فیصلے کرتے ہیں۔ تو یہ ساری باتیں کر کے اب اصل قصہ سامنے رکھا جائے گا کہ اسے ہم نے نصیحت کے لیے رکھا۔ کچھ باتیں آپکو ساتھ ساتھ بتائی جائیں گی اور کچھ کو سورۃ کے آخر میں جا کے ڈسکس کریں گے۔ تو آپ لکھ لیں کہ آیت چار سے قصہ شروع ہوتا ہے۔

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّىْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِىْ سٰجِدِيْنَ ﴿۴﴾

یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب یوسفؑ نے اپنے باپ سے کہا "ابا جان، میں نے خواب دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے ہیں اور سورج اور چاند ہیں اور وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں"۔

پیارے سے یوسف کا پیارا سا کلام دیکھیں۔ باپ کو بُلانے کے لیے یا ابا جان۔ 'اِذ' کیا ہے یاد کرنے کے معنوں میں ہے۔ حضرت یوسف ؑ کا زمانہ اُنیسویں صدی سے یعنی چار ہزار سال پہلے تھا۔ کیا آپ اپنے بچوں کو اتنی پُرانی کہانی یا کوئی فلم دکھانے کا سوچ سکتی ہیں۔ آپ دکھائیں تو بچے ہنسیں گے۔ تو یہ چار ہزار پُرانی کہانی اور آپ دیکھیں گے آج بھی پڑھتے ہوئے بالکل ایسے لگتا ہے کہ آج کی بات ہے۔

یوسف کون تھے۔ نام آپکو بتا دیا۔ معنی "افسردہ" ہیں۔ ئسف، ء، س، ف اس کا روٹ ہے۔ الکریم ابنِ کریم، ابنِ کریم، ابنِ کریم یعنی یوسف بِن یعقوب بِن اسحاق، بِن ابراہیم۔ یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے جو بعد میں بارہ نقیب بنے۔ پیچھے ہم سورۃ مائدہ میں پڑھ چکے ہیں۔ لفظ لِاَبِيهِ يَآبَتِ۔

حضرت یوسف ؑ کو جو حضرت یعقوبؑ سے محبت تھی اُس میں یہ بہت نرم گفتگو کرنے والے تھے۔ بہت خیال رکھنے والے اور پیار کرنے والے تھے۔ یہ پیار سے بُلانے کا انداز ہے۔ لفظ رَاَيْتُهُمْ دوبارہ آیا ہے تو یہ جھجک کا ہے۔ کہہ رہے ہیں کہ ابا جی مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے کہ بارہ ستارے مجھے، پھر تھوڑا جھجک کے کہتے ہیں، کیوں کہ اپنی تعریف کی بات تھی تو دوسری دفعہ کا رَاَيْتُهُمْ جھجک کے لیے ہے۔ یہ بات کرنے کا بہت خوبصورت انداز ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت یوسف ؑ واقعی ہی خوبصورت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف ؑ کو بہت حُسن عطا کیا تھا۔ ایک ظاہری حُسن جس کی احادیث ملتی ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دنیا کا آدھا حُسن دیا۔ لیکن یہ بھی یاد رکھیے کہ نبی کریم ؐ زیادہ حسین تھے۔ ایک موقع پر آپؐ کی ایک زوجہ نے کہا کہ حضرت یوسف ؑ کو دیکھ کر جنہوں نے اُنگلیاں کاٹی تھیں، اگر وہ آپؐ کو دیکھ لیتیں تو اپنے ہاتھ کاٹ لیتیں یا دل کاٹ لیتیں۔ اللہ کے نبیؐ اُن سے زیادہ خوبصورت تھے۔ یہ تو تھا ظاہری اور جسمانی حُسن لیکن حضرت یوسف ؑ کے پاس ایک باطنی حُسن تھا جو آزمائشوں سے

نکھرا۔ آج لوگ صورتوں پہ بات کرتے ہیں کہ فلاں اتنا خوبصورت، گورا،چِٹا۔ اگر کسی کے پاس باطنی حُسن نہیں ہے، مل جُل کر رہنا نہیں آتا، بات کرنے کی تمیز نہیں، ادب اخلاق نہیں، بڑوں کی عزت نہیں تو وہ حُسن کتنے دن پو جا جائے گا۔ چند مہینوں میں اختلافات شروع ہو جائیں گے۔ اصل حُسن اندر ہوتا ہے۔

حضرت یوسفؑ کے پاس بہت حُسن تھا لیکن ابھی باپ کی گود میں ہونے کی وجہ سے باہر نہیں آیا تھا۔ تو اسکے لیے اللہ نے حضرت یوسفؑ کو آزمائشوں کی بھٹی میں ڈالا۔ یہاں سے ایک جذباتی سا نقطہ نوٹ کیجے کہ اگر آپ اپنی بیٹیوں کی ظاہری خوبصورتی کے لیے فکر مند ہیں تو آج سے یہ سب چھوڑ دیں۔ ظاہری شکل و صورت چاند جیسی بھی ہو گی تو ضروری نہیں کہ اگلے گھر میں بسیں۔ کسی کا شوہر حضرت یوسفؑ سے بھی زیادہ خوبصورت ہو لیکن اگر اُس میں اخلاق نہیں، قوام نہیں، اپنی بیوی کا خیال نہیں رکھتا تو کتنے دن گھر چلے گا۔ یہ انڈو پاک کا المیہ ہے کہ ہم خوبصورتی کے غلام ہیں۔ لڑکیوں کے لیے ہمیں "شہزادہ، گلفام" چاہیے اور لڑکے کے لیے "پری" چاہیے۔

دوسری چیز جو اس قصے سے ہمیں پتہ چلتی ہے وہ یہ کہ اولاد کا ماں باپ سے تعلق کیسا ہونا چاہیے۔ اولاد کو چاہیے کہ اپنے خواب اپنے ماں باپ کے ساتھ شیئر کرے۔ عموماً بچے اپنے ماں باپ سے باتیں چُھپاتے ہیں اور اپنے دوستوں سے شیئر کرتے ہیں۔ اپنے بچوں کے ساتھ وقت گُزاریں۔ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بچے کو یہ جرأت دی ہوئی تھی کہ وہ اُن سے ہر طرح کی بات کریں۔

دوسرا نقطہ یہ کہ بچے نے باپ سے جو بات کی اُس کو سمجھیے۔ ہمارے ہاں دو Extremes ہیں۔ ایک تو جو پہلے مشرقی کلچر میں تھی کہ ابا کا نام سُن کے کمروں میں چھُپ جانا، اور ماں سے بات کرنے کی بجائے

دوستوں سے بات کرنا۔ دوسری طرف کیا ہے، مغرب کے ماحول میں بچوں کے ساتھ بیٹھ کر غیر اخلاقی فلمیں بھی دیکھ لینا، اور ماں باپ اُنکے سامنے کسی چیز کا لحاظ بھی نہ رکھیں۔ درمیانی چیز کیا ہے کہ ماں باپ اپنی اولاد کے ساتھ گھلیں ملیں لیکن ایک حد تک۔ رشتوں کا ایک تقدس ہے۔ ماں کی ذمہ داری بچی کے ساتھ ایک حد میں رہ کے تعلق بنانا ہے اور باپ کا کام بیٹے کے ساتھ حد میں رہ کے تعلق بنانا ہے۔ کچھ باپ اتنے سخت ہوتے ہیں کہ بچے بات کرتے ڈرتے ہیں۔ جوان بچوں سے ایک خاص حد تک بے تکلفی ہونی چاہیے۔ آپ اُن سے ہر بات پوچھ سکیں لیکن وہ آپ سے صرف کام کی بات پوچھیں۔

حضرت یوسفؑ جب باپ سے خواب بیان کر رہے ہیں تو اُن کی عمر کیا تھی۔ دو روایات ملتی ہیں، کچھ کہتے ہیں سات سال کے تھے اور کچھ کہتے ہیں تیرہ سال کے تھے۔ تو بچے ماں باپ سے اپنے خواب اپنے شوق شیئر کریں۔ لیکن آج ماں باپ کی جگہ دوستوں نے لے لی۔ یہ قربِ قیامت کی نشانی بھی ہے کہ ماں باپ کی جگہ دوست لے لیں گے اور اُنکا حصہ زیادہ ہو جائے گا۔

اب حضرت یعقوبؑ کا جواب سُنیے۔ حضرت یعقوبؑ کو پورے قرآنِ پاک میں ایک رول ماڈل کی حیثیت سے پیش کیا گیا۔ اس کی ایک مثال ہم پہلے پڑھ چکے ہیں کہ جب حضرت یعقوبؑ پہ موت کا وقت آیا تو اپنے بچوں سے پوچھا میرے بعد کس کی عبادت کرو گے۔ وہاں آپ کو ان کا کردار نظر آ رہا ہے اور یہاں پوری سورۃ میں بنیامین کے ساتھ اور باقی دس بچوں کے ساتھ دِکھے گا۔ کسی کی بڑی اچھی بات ہے کہ اگر کسی کے باپ کو ایک رول ماڈل کی صورت میں لینا ہو تو حضرت یعقوبؑ کو پڑھے۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقۡصُصۡ رُءۡيَاكَ عَلٰۤى اِخۡوَتِكَ فَيَكِيۡدُوۡا لَـكَ كَيۡدًا‌ ؕ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۵﴾

جواب میں اس کے باپ نے کہا، "بیٹا، اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا ورنہ وہ تیرے درپے آزار ہو جائیں گے، حقیقت یہ ہے کہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔

بیٹے نے کہا اے ابا جی، اور باپ بھی اُسی طرح پیار سے کہہ رہا ہے۔ یٰبُنَیَّ میں یا پیار کے لیے ہے۔ ابن، بیٹے کے لیے آتا ہے لیکن بُنَیَّ ، عربی کا ایک اصول ہے کہ پیار کے لیے چھوٹی سی 'ی' ڈال دیتے ہیں۔ اسکو تسغیر کہتے ہیں۔ اُردو میں ترجمہ کریں تو ایک لفظ ہوتا ہے 'بچہ' اور ایک لفظ ہوتا ہے 'بچو نگڑا' تو یہ بُنَیَّ بچو نگڑا ہے۔ اِبن ہوتا تو وہ بچہ تھا۔ اگلی بات یہ کہ حضرت یعقوبؑ نے یہ کیوں کہا کہ تم اپنا خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا؟ اس لیے کہ خواب بہت unusual تھا۔

خوابوں کے بارے میں جو حکم ہے وہ یہ کہ خواب صرف اُن لوگوں کو سُنائیں جن پر اعتبار ہو۔ حضرت یعقوبؑ باپ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نبی بھی تھے اور نبی صاحبِ فراست ہوتا ہے۔ اُسے لوگوں کو پڑھنا آتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو۔ وہ اندر سے چیزوں کو لے آتا ہے۔ حضرت یعقوبؑ کو اپنے ہر بچے کا مزاج سمجھ آتا تھا۔ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کے بارے میں بدگمانی نہیں کی بلکہ کہا فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا۔ کَید کو سمجھ لیجیے۔ دو لفظ ہوتے ہیں۔ ایک ہوتا ہے کَید اور ایک ہوتا ہے مکر۔ مکر ہمیشہ بُرا ہوتا ہے اور کَید تدبیر کے معنوں میں اچھا بھی ہو سکتا ہے اور بُرا بھی۔ حضرت یعقوبؑ اگر اپنے بچوں کے خلاف بات کر رہے ہوتے تو یہاں کہتے فَمَكَرُ ، تمہارے خلاف مکر کریں گے۔ تو اُنہوں نے کہا کَید۔ ہو سکتا ہے کہ اُن کے منہ سے تمہارے لیے کوئی ایسی بات نکل جائے جو تمہارے لیے نقصان دہ ہو۔ کیوں کہ شیطان انسان کو دشمن ہے۔ اگلا حصہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ بھائی تو اچھے ہیں لیکن شیطان اُنکو بہکا سکتا ہے۔

حضرت یعقوبؑ نے ساری بات شیطان پہ ڈال کے سمجھا دیا اور ساتھ ہی آپ سمجھ گئے تھے کہ میرا یہ بیٹا نبی بنے گا۔ کیوں کہ پہلی تین نسلوں سے تو نبوت چل رہی تھی۔ اور اکثر انبیاء اکرام کی زندگی میں نبوت سے پہلے خواب آتے ہیں۔ نبی کریمؐ کی نبوت سے پہلے بھی سچے خواب تھے۔ حضرت عائشہ کی روایت ملتی ہے کہ آپؐ کو سچے خواب آتے تھے۔ اور اس سے ایک اور بات حدیث سے پتہ چلتی ہے کہ اپنے معاملات خفیہ رکھ کر اپنی مدد کرو۔ ہم ہر وقت شور مچاتے رہتے ہیں کہ اب یہ ہو گیا اور اب وہ ہو گیا۔ تو یہ مسنون عمل نہیں ہے۔ نہ تو چھُپائیں اور نہ جھوٹ بولیں لیکن بہت شور نہ کریں۔ نعمتوں کا زیادہ اظہار نہ کریں۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے:۔ ہر نعمت والے سے حسد کیا جائے گا۔

تو حضرت یعقوبؑ کو نظر آ رہا تھا کہ انہیں نبوت ملے گی اور چونکہ دوسرے بھائیوں کو نہیں ملی تو اُنکو حسد ہو گا۔ یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ بچوں کے یا بہن بھائیوں کے آپس کے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں۔ آج کے دور کا سب سے نظر انداز کیا جانے والا ٹاپک ہے۔ ماں باپ خود اپنے بچوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنا دیتے ہیں۔ ماں باپ بچوں کو ایک دوسرے کے ساتھ کمپئیر کر کے لڑاتے ہیں۔ اپنے بچوں کو کبھی ایک دوسرے کے خلاف نہ کریں۔ بڑی خرابیاں پیدا ہوتا ہے۔ شخصیت بگڑ کے رہ جاتی ہے اور پھر ساری زندگی اس کا اثر رہتا ہے۔ حضرت یعقوبؑ بہت خوبصورت انداز میں اپنے بیٹے کو سمجھا رہے ہیں۔ ایک اور وجہ بھی ہے کہ مومن کے ایمان کا حصہ ہے کہ دوسرے کو گناہ گار نہیں کرتا۔ حضرت یعقوبؑ ایسے باپ ہی نہیں بنانا چاہ رہے جس سے بیٹے گناہ گار ہو جائیں۔ ایک اور چیز نوٹ کر لیں کہ جب بھی بہن بھائیوں میں جھگڑا ہوتا ہے تو اُسکی وجہ شیطان ہوتا ہے۔

اب آگے دیکھتے ہیں- کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو تسلی دی اور آدھی بات میں تسلی دے کر پھر آپ علیہ السلام خواب کی تعبیر بتاتے ہیں- یہاں سے پتہ چلا کہ جب کوئی اپنا اچھا سا خواب آپکے سامنے لائے تو آپ نے اسے پہلے اور بعد میں کیا کہنا ہے-

خواب کی تعبیر

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦﴾

اور اسی طرح خدا تمہیں برگزیدہ (وممتاز) کرے گا اور (خواب کی) باتوں کی تعبیر کا علم سکھائے گا۔ اور جس طرح اس نے اپنی نعمت پہلے تمہارے دادا، پر دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی تھی اسی طرح تم پر اور اولاد یعقوب پر پوری کرے گا۔ بے شک تمہارا پروردگار (سب کچھ) جاننے والا (اور) حکمت والا ہے ﴿٦﴾

حضرت یعقوب سمجھ گے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کو نبوت کے لیے چُن لیا ہے- يَجْتَبِيْكَ

سے مُراد یہاں نبوت کے لیئے چُننا ہے اور وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

اور دُوسرا وہ تمہیں تاویل الاحادیث سکھائے گا- تاویل لفظ اوّل سے ہے اوّل یعنی پہل- اس کا ایک معنی تو ہوا خوابوں کی تعبیر، تو پھر یہاں احادیث سے مُراد خواب اور تاویل سے مُراد تعبیر ہے اور یہ سچ تھا۔ یہ بات تو بہت عام فہم ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خوابوں کا فہم دیا ہوا تھا لیکن اس کے اندر ایک اور معنی بھی ہے- وہ کیا ہے؟

تاویل الاحادیث سے مُراد معاملہ فہمی، دور بینی اور باتوں کی تہ تک جانا ہے۔ حقیقت تک رسائی ہو جائے۔

مثال کے طور پر وہ بچے اور بچیاں جو بڑے محفوظ ماحول میں پلتے بستے اور بڑے ہوتے ہیں اور پھر خوش باش ماحول میں شادیاں ہو جاتی ہیں، سسرال والے بھی اچھے تھے ایسے ماحول میں رہنے والی بچیاں ساری زندگی بھول پن میں گزار دیتی ہیں ان کے اندر وہ سمجھ نہیں آتی جو اُن لڑکیوں کی زندگی میں آتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ حالات کی چکیّ سے گزارتا ہے اور بعض دفعہ عورت کی شادی ایسے گھر ہوتی ہے جہاں سارے اسکے دُشمن ہوتے ہیں ایسے حالات میں وہ وہاں جی کر دکھاتی ہے۔

یہ ہے تاویل الاحادیث۔

جس کو اللہ تعالیٰ جتنے حالات میں سے گزارتا ہے اور جتنے اُس کی زندگی میں نشیب و فراز آتے ہیں اُس بندے کو اُتنی ہی سمجھ آتی ہے۔ آپ اُن سے مشورے لیا کریں۔ اور اُس کے پاس پریکٹیکل ایگزیمپلز ہوتی ہیں اُس نے وقت اور حالات کو پڑھا ہوتا ہے۔ یہ حضرت یوسفؑ کی ٹریننگ کی تیاریاں تھیں۔ اگر حضرت یوسفؑ ساری زندگی باپ کے سایہ شفّقت میں ہی رہتے تو کبھی مصر کی حکمرانی نہ کرتے یہ تو آگے جاکے دیکھیں گے کہ اللہ ربّ العزت اُنکو تاویل الاحادیث میں کیا سکھارہا تھا۔ آج ہمارے خاندانوں میں کتنے لوگ ایسے ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے ہر معاملے میں سمجھ داری عطا کی ہے ایسے لوگوں سے لوگ اپنے فیصلے کرواتے ہیں۔ ایک لفظ ہے زیرک، یعنی زمانہ ساز بندہ یہ بہت تھوڑے لوگ ہوتے ہیں۔

حضرت محمدؐ ﷺ نے فرمایا' کہ جس طرح سو اُونٹوں میں سے صرف ایک اُونٹ کام کا ہوتا ہے اسی طرح سو انسانوں میں سے صرف ایک کام کا ہو گا۔

مثال کے طور پر جیسے لوگ گاڑی میں بیٹھے ہوں ایک جھٹکا لگا تو کوئی چیخ مارے گا، کوئی شور مچائے گا، کوئی ڈرائیور کو بُرا کہے گا، کوئی آرام سے بیٹھا ہو گا مختلف قسم کے ری ایکشن شو کیے یہ تاویل الاحادیث ہے۔ نبیوں کے زندگی سے ہمیں یہی سیکھنے کی چیز ملتی ہے۔پھر ہم دھوکہ کیوں کھاتے ہیں؟

دراصل جن باتوں میں ہم دوسروں کو الزام دیتے ہیں وہ ہماری ہی بیوقوفی ہوتی ہے کیونکہ ہم جلد باز ہوتے ہیں اسلیے بڑے بڑے دھوکے کھا جاتے ہیں۔

ایک اور مثال سے سمجھیں کہ بچی کی شادی ماں نے اپنی بہن کے بیٹے سے کر دی جذبہ کیا ہے؟ کہ بھانجا ہے اپنا بیٹا ہے جذبات غالب آ گئے اور اُس ماں نے یہ پرواہ نہ کی کہ اُس کی بیٹی کیسے رہے گی اور یہ آج کے دور کی عموماً بات ہے۔آج کے دور میں علم عام ہے لیکن تاویل الاحادیث چلی گئی۔ پہلے لوگوں میں علم عام نہیں تھا اور نہ وہ یونیورسٹی کا دور تھا لیکن لوگوں میں معاملہ فہمی بہت تھی۔اور آج یہ چیز ہمارے خاندانوں میں نہ رہی جس کیوجہ سے گھر ٹوٹتے اور بکھرتے ہیں۔

تو یہاں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو جانچ لیا کہ اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کو چُنے گا۔یہاں سے ایک اور بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن سے بڑے کام لینے ہوتے ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ بچپن سے ہی چُن لیتا ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے بچپن سے ہی فرعون کے گھر رکھوایا تاکہ اُنکو تاویل الاحادیث آجائے۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کی پوری زندگی میں ایسے ہی ہو گا۔

اور پھر یہاں سے خوابوں کے متعلق بھی پتہ چلتا ہے اور خواب عموًا تین قسم کے ہوتے ہیں؛

1-پہلی قسم کے خوابوں کو حدیث النّفس کہتے ہیں-یعنی دل کی باتیں ہم پورے دن میں جو کر رہے ہوتے ہیں وہ ہی خوابوں میں کرتے ہیں

مثلاً اگر پیپرز قریب ہیں تو خواب میں بھی پیپر دے رہے ہوتے ہیں لہذا خوابوں کی اس قسم کو حدیثُ النّفس یعنی دل کی باتیں کہتے ہیں۔

2-دُوسری قسم کے خوابوں کو شیطانی خواب کہتے ہیں-اس میں کوئی بُرائی یا بُری چیز دیکھ لی وغیر۔ یہ جو بلوغت کے ساتھ لڑکوں میں احتلام ہو جاتا ہے وہ بھی اسی وجہ سے ہوتا ہے اس میں انسان کوئی ایسی چیز دیکھتا ہے جو صُبح میں وہ محسوس کرتا ہے جیسے خواب میں رونا، دم گُھٹنا اور سانس کا بند ہونا وغیرہ یہ سب شیطان کی چال ہے کیونکہ شیطان دن بھر میں بھی بہکاتا ہے اور جب ہم سو جاتے ہیں تو خوابوں کی صورت میں آتا ہے-

اگر ایسے خواب آجائیں تو کیا کریں؟

1-کسی سے ذکر نہ کریں۔

2-آنکھ کُھل جائے تو تین بار بائیں طرف تھوکیں اور تُھو تُھو کر کے تُھتکار دے اور دُعا کرے اے اللہ اگر یہ خواب بُرا ہے تو مجھے اس کے شر سے دُور کر دے اور اگر اچھا ہے تو اُسے میرے لیے آسان کر دے

3-وضو کر کے دُو نفل پڑھے اور صدقہ دے۔

یہ شیطان کی چال ہے اور اس بُرے خواب کا تذکرہ کسی سے نہ کرے۔

3: تیسری قسم کے خواب؛ تیسری قسم کے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ ان خوابوں کو بُشریٰ کہتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ یُونس میں ہے

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ

ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔

اس قسم کے خوابوں میں بشارت ہوتی ہے مثلاً آپ نے دیکھا کہ حج کر رہی ہیں یا مُستقبل کے بارے میں کوئی اچھا خواب۔ ایسے خواب کے بارے میں کیا حکم ہے؟

اُٹھ کر اللہ کا شُکر ادا کریں اور ایسا خواب صرف اپنے مُخلص کو سُنائیں اور خواب کو بڑھا چڑھا کر نہ سُنائیں

حدیث مُبارکہ میں ہے حضرت مُحمّد ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے جُھوٹا خواب لوگوں کو بیان کیا قیامت کے دن اللہ اُس کو ایک جو دیں گئے اور پھر اللہ کہے گا کہ اس میں گرہ لگاؤ اور ایسا کرنا نا مُمکن ہو گا اور وہ شخص اسی تکلیف کی حالت میں قیامت تک رہے گا-

حدیث میں آتا ہے کہ نبوت میں سے کچھ باقی نہیں بچا سوائے مُبشرات کے صحابہ کرام نے پوچھا کہ مُبشرات کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا رُویۃ الصالحین یعنی نیک خواب آپ ﷺ نے اس کو نبوت

کا چالیسواں اور دُوسری روایت میں اُنچاسواں حصہ قرار دیا۔ اس کا مطلب ہے کہ نبیوں کو سچے خواب آتے تھے لہذا اب سچے خواب آنا نُبوت کا حصہ ہیں۔

اللہ کے نبی حضرت مُحمّد ﷺ کو نُبوت سے چھ ماہ پہلے سچے خواب آنا شروع ہو گے تھے۔

بُخاری شریف کی روایت ہے کہ سب سے پہلے جس چیز سے آپ ﷺ کی نُبوت کا آغاز کیا گیا وہ سچے خواب تھے۔

خُلاصہ یہ کہ جو لوگ سچے ہوتے ہیں اُنکے خواب بھی سچے ہوتے ہیں۔ لیکن ضروری نہیں کہ نیک انسان کا خواب ہی سچا ہو، بُرے انسان کا خواب بھی سچا ہو سکتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خواب کیوں نظر آتے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ یہ رُوح اور جسم کی آپس کی چپقلش ہے۔ دن بھر جو ہمارے جسم میں افعال ہو رہے ہوتے ہیں تو جب رات ہوتی ہے تو جسم سو جاتا ہے اور رُوح ایکٹو ہو جاتی ہے پھر یہ دُونوں آپس میں انٹریکٹ کرتے ہیں۔ رُوح بڑی لطیف چیز ہے دیواروں میں سے گُزر جاتی ہے مُردوں سے مُلاقات ہوتی ہے وغیرہ یہ سب دونوں کی آپس کی چپقلش کی وجہ سے ہے۔

نُورُ الدّین زنگی کا خواب تاریخ میں بہت مشہور ہے کہ صحابہ کرام خواب میں آئے کہ ہماری قبروں میں پانی آگیا اور بلآخر جب قبریں کھودیں گئ تو قبروں میں پانی تھا۔ یاد رکھیں صرف نبی کا خواب ہی سچا اور قابل حُجت ہو سکتا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے خواب دیکھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں اور اگر آج کوئی کہے کہ میں نے بھی حضرت ابراہیم جیسا خواب دیکھا ہے میں بھی اپنے بیٹے کو

خواب میں ذبح کر رہا ہوں تو یہ غلط ہے تاریخ میں ایک دفعہ ایسا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے کہا کہ میں نے بھی حضرت ابراہیم جیسا خواب دیکھا ہے اُس کو سزا دی گئی کہ تو نبی کا مُقابلہ کرتا ہے۔۔جس نے خواب دیکھا ہے وہ زیادہ سے زیادہ اُس کے اپنے لیے حُجت ہو سکتا ہے دُوسروں کے لیے نہیں!

خواب کی تعبیر میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ اور اُس کو نہ سُنائیں جو جذباتی ہو یا آپ سے بہت پیار کرتا ہو۔ اسی طرح حدیث مُبارکہ میں ہے۔

حضرت مُحمّد ﷺ نے فرمایا: کہ خواب پرندے کے پروں میں ہوتا ہے جب تک آپ اُس کو بیان نہیں کرتے وہ اُڑتا رہتا ہے جب بیان کر دیں تو وہ کُھل جاتا ہے

اللہ کے نبیؐ نے بھی غزّوہ خندق سے پہلے ایک خواب دیکھا اور اُس کو بیان کر دیا۔ آپؐ نے خواب یہ دیکھا کہ تلواریں ٹوٹی ہوئی ہیں اور دُمیں کٹی ہوئی ہیں بعد میں اتنے ہی صحابہ کرام شہید ہو گے۔

اسی طرح خواب کے ساتھ ایک قسم استخارہ ہے استخارہ تو کریں لیکن استخارہ کے ساتھ خواب کی کوئی گٹھ جوڑ نہیں ہے اور اسی طرح کسی کے خواب سے نہ ہی شریعت بدلتی ہے اس لیے دُوسروں کو خواب سُنانے کی بجائے حدیثیں سُنائیں۔ اگر کسی کو خوابوں کی تعبیر کا بہت شوق ہو تو امام ابن سرین جن کو خوابوں کے بارے میں کافی علم تھا اُن کی خوابوں کی تعبیر کے بارے میں ایک بڑی مشہور کتاب ہے جس کا نام ہے تعبیر الروَیا، اُسے پڑھ لیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے اگر کوئی اللہ کے نبیؐ کو خواب میں دیکھے تو کیا یہ نجات کی دلیل ہے؟

اللہ کے نبی ؐ کو تو ابو جہل اور ابو لہب نے خواب کی بجائے سامنے دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو لہٰذا نبی ؐ کو خواب میں دیکھنا نجات نہیں بلکہ عمل کی بات ہے-اگر کسی کو خواب میں فوت شُدہ ماں کوئی نصیحت کر جاے تو یہ اُن کا آپ سے نہیں بلکہ آپ کا اُن سے تعلق ہے۔

جیسا کہ سترھویں پارہ میں سورۃ انبیا میں ہے

وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٩٥﴾

اور جس بستی (والوں) کو ہم نے ہلاک کر دیا محال ہے کہ (وہ دنیا کی طرف رجوع کریں) وہ رجوع نہیں کریں گے ﴿٩٥﴾

اللہ نے اُن کا پلٹنا حرام قرار دیا اور اُن کا رابطہ ٹُوٹ چُکا ہے ہم صرف مُحبت کی وجہ سے اُن کو یاد کرتے ہیں۔ بہر حال خوابوں کی بجاے حقیقت پر عمل کریں

اکثر لوگ فجر کے خواب کو بڑا اہم سمجھتے ہیں کیونکہ جسم اُس وقت بہت پُر سکون اور گہری نیند میں ہوتا ہے اور اُس وقت رُوح کا جسم کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے ہو سکتا ہے یہ سچ ہو۔ اللہ کے نبی ؐ کا فجر کے وقت کا عمل یہ تھا کہ صحابہ کرام آتے اور آپ ؐ سے اپنے خواب بیان کرتے۔ بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں کہ آیت الکُرسی اور دُعائیں پڑھ کے سوتے ہیں پھر بھی ڈراؤنے خواب آتے ہیں۔ اس چیز کو زیادہ نہ سوچیں کیونکہ بعض دفعہ تالے لگے ہوتے ہیں اور چور پھر بھی آجاتے ہیں اس لیے خوابوں کی بجائے اپنی اصل زندگی کو سوچیں اور انشاءاللہ جتنا آپ قرآن وسُنت سے جُڑیں گئے آپ کو اپنے خوابوں کی تعبیر خود بخود ملے۔